محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب) Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

جنگِ بدر کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تاریخ کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29؍ستمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جنگ بدر کے بعد کے واقعات کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان واقعات سے جہاں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور زندگی کے واقعات کا بھی پتہ چلتا ہے وہاں اگر تاریخ پڑھیں تو بعض تاریخی باتیں بھی علم میں آتی ہیں اور بعض غلط روایات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے، جنہوں نے اسلام کا غلط چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے اور مخالفین اسلام اس سے اسلام کو بدنام کرنے کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور جو شدت پسند مسلمان ہیں وہ اپنے مقاصد پورے کرنے کا مقصد حاصل کرتے ہیں۔

آج جو واقعات مَیں بیان کرنے لگا ہوں ان میں پہلا واقعہ عمیر بن وہب کا ہے جو جنگ کے بعد اپنی اور مشرکین کی ناکامی کا بدلہ لینے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مکہ سے مدینہ آیا تھا لیکن وہاں اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کچھ اور کام کیا اور اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ بدر کے قیدیوں میں وہب بن عمیر بھی تھا اس کا باپ عمیر قریش کے سرغنوں میں سے تھا یعنی عمیر بن وہب، ایک مرتبہ عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ حطیم کے پاس بیٹھے جنگِ بدر میں شکست اور سرداران قریش کی ہلاکت کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ عمیر نے کہا کہ اگر مجھ پر ایک آدمی کا قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے بعد اپنے بیوی بچوں کی فکر نہ ہوتی تو مَیں محمد (ﷺ) کو قتل کر دیتا کیونکہ میرے وہاں پہنچنے کی وجہ بھی موجود ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاتھوں میں قید ہے۔ یہ سنتے ہی صفوان نے دونوں امور اپنے ذمہ لے لیے اور کہا کہ تم محمد (ﷺ) کو نعوذ باللہ قتل کر دو۔ عمیر نے صفوان سے کہا میرے اور تمہارے درمیان یہ جو معاملہ ہوا ہے اس کو راز میں رکھنا۔ صفوان نے وعدہ کر لیا۔ عمیر نے اپنی تلوار پہ دھار لگائی اس کو زہر میں بجھایا اور اس کے بعد مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچا۔ مدینے پہنچ کر مسجد نبوی

کے پاس اپنی اونٹنی کو بٹھایا تو حضرت عمرؓ نے دیکھ کر فرمایا یہ خدا کا دشمن ضرور کسی برے ارادے سے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ پیغمبرِ خدا! عمیر بن وہب ننگی تلوار لیے آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عمرؓ اسے آپ کے پاس لے آئے۔

عمیر نے جاہلیت کے طریق کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمیر! خدا نے ہمیں تمہارے اس جاہلیت کے سلام سے بہتر سلام سکھایا ہے۔ عمیر نے اپنی بات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مَیں اپنے بیٹے کے سلسلے میں آیا ہوں جو آپ لوگوں کی قید میں ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس تلوار کا مقصد کیا ہے؟ لیکن عمیر نے دوبارہ یہی کہا کہ مَیں اپنے قیدی کے متعلق بات کرنے آیا ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ تم اور صفوان بن امیہ ایک روز حطیم کے پاس بیٹھے مقتولین بدر کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ یہ کہہ کر آنحضرت ﷺ وسلم نے اُن دونوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو بیان فرمادی۔ عمیر یہ سب سن کر حیران رہ گیا اور فوراً اسلام قبول کرلیا۔ عمیر نے کہا کہ جب ہم دونوں نے یہ بات کی تب وہاں کوئی تیسرا نہ تھا۔ پس آپ ﷺ کو یہ بات سوائے اللہ کے کسی نے نہیں بتائی۔ پھر عمیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مکے واپس جانے اور اہل مکہ کو اسلام کی دعوت دینے کی اجازت چاہی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمادی۔

دوسری جانب صفوان مکہ میں ہر ایک کو کہتا کہ جلد ہی مَیں تمہیں ایک ایسی خوش خبری سناؤں گا کہ تم بدر کا صدمہ بھول جاؤ گے۔ وہ ہر آنے والے سے عمیر کی کارگزاری کے متعلق پوچھا کرتا۔ آخر ایک روز اسے عمیر کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع مل گئی۔ جب عمیر مکہ پہنچے تو وہ سیدھے اپنے گھر گئے اور اہلِ خانہ کو اسلام کی دعوت دی۔ پھر صفوان کے پاس گئے اور اسے اسلام کی حقانیت پر آگاہ کیا۔ صفوان نے عمیر کی باتوں کا نہ کوئی جواب دیا نہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔

بدر کے بعد بعض لوگ مسلمان ہوئے مگر وہ منافقانہ رنگ رکھتے تھے۔ ان میں عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل اوس اور خزرج کے قبائل کا مشترکہ سردار بننے والا تھا۔ مگر حضور ﷺ کی آمد کے بعد یہ ممکن نہ ہوسکا چنانچہ یہ اسلام کے خلاف مخفی سازشیں کرنے لگا۔

بدر سے واپسی پر آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو سلیم اور بنو غطفان کے لوگ مدینے پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی آنحضرت ﷺ نے بنو سلیم اور غطفان کی جانب پیش قدمی کا ارادہ فرمایا اور تین سو صحابہ کرام کے ہمراہ آپ روانہ ہوگئے۔ جب بنو سلیم اور بنو غطفان کو مسلمانوں کی اس اچانک آمد کی خبر ملی تو وہ خوفزدہ ہوگئے اور بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر جاچھپے۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام چند دن وہاں مقیم رہے اور اس دوران کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدِ مقابل آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

چونکہ یہ لوگ جنگ کے ارادے سے آئے ہوئے تھے اس لیے اس دور کے دستور کے مطابق ان کے مال پر قبضہ کرنا جائز تھا۔ پس ایک روایت کے مطابق اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ غنیمت میں پانچ سو اونٹ ملے تھے۔ اس مہم کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ دن مدینے سے باہر رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد شوال ۲ ہجری میں خدا تعالیٰ کے حکم پر مسلمانوں کی پہلی عید الفطر منائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں عیدوں کے متعلق صحابہ کو فرمایا کہ ان دنوں میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے بلکہ کھائے پیئے اور خوشیاں منائے۔ دونوں عیدوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے مشرقی جانب واقع عید گاہ تشریف لے جاتے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اسلام کی عیدیں اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہیں اور ان سے اسلام کی حقیقت پر بڑی روشنی پڑتی ہے اور یہ اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ کس طرح اسلام مسلمانوں کے ہر کام کو ذکرِ الٰہی کے ساتھ پیوند کرنا چاہتا ہے۔

جنگِ بدر کے بعد اور جنگِ اُحد سے پہلے دو مشتبہ واقعات کا بھی ذکر ملتا ہے جن کا اگر سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ من گھڑت کہانی ہے۔

پہلا واقعہ ایک یہودی عورت عصماء بنتِ مروان کے قتل کا ہے، یعنی اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا قتل کیا گیا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت عمیر بن عدی ایک نابینا صحابی تھے۔ رمضان ۲ ہجری کے آخری ایام تھے کہ آنحضرت ﷺ نے عمیرؓ بن عدی کو عصماء بنتِ مروان کی جانب بھیجا جو یہودی عورت تھی اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس لئے بھیجا کہ اسلام کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپؐ کے خلاف لوگوں کو ابھارتی تھی اور اشعار کہتی تھی۔ حضرت عمیرؓ رات کے اندھیرے میں اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ اس عورت کے ارد گرد اس کے بچے سو رہے تھے اور وہ اپنے ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ عمیرؓ نے اس کے سینے پر تلوار رکھی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر عمیر نے واپس آکر فجر کی نماز آنحضرت ﷺ کے پیچھے ادا کی اور آپ ﷺ کے استفسار پر بتایا کہ انہوں نے عصماء بنتِ مروان کو قتل کر دیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق جب عمیر بن عدی نے عصماء بنتِ مروان کو قتل کر دیا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم ایسے شخص کی طرف دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نصرت کی ہے تو عمیر بن عدی کی طرف دیکھ لو۔ استیعاب میں عمیر بن عدی کے حالات کے تحت لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کو بھی قتل کیا تھا کیونکہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ تاریخ و سیرت کی بعض کتابوں میں یہ واقعہ ملتا ہے مگر صحاحِ ستہ اور حدیث کی کسی بھی معتبر کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ بعد کے زمانے کے بعض لوگوں نے اس طرح کے فرضی اور من گھڑت واقعات کو نہ صرف اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے بلکہ توہینِ رسالت کی سزا کے ضمن میں پیش کیا ہے۔

آج کل کے ملاں ایسے واقعات کو لے کر دلیل دیتے ہیں کہ جو توہینِ رسالت کرے اسے قتل کر دو۔ حالانکہ توہین رسالت کی کسی قسم کی کوئی سزا اسلام میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کے واقعات کی کوئی حقیقت ہے۔ مثلاً اگر اس حدیث کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سند کے لحاظ سے یہ روایت ضعیف ہے بلکہ اسے موضوع بھی کہا گیا ہے، اس کا ایک راوی محمد بن عمر واقدی ہے جو کذاب ہے۔ درایت کے اعتبار سے بھی اس روایت پر بہت سے سوالات اٹھتے ہیں مثلاً صحابی نابینا ہونے کے باوجود بھی اس عورت کے گھر اکیلے کیسے پہنچے؟ عورت کو رات کے اندھیرے میں کیسے ڈھونڈ نکالا؟ اگر ٹٹول ٹٹول کر پہچانا تو اس کے باوجود بھی کوئی نہ جاگا۔ ٹٹول ٹٹول کر یہ بھی اندازہ لگالیا کہ وہ عورت بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ پھر یہ کہ مقتولہ نے موت کو سامنے دیکھ کر بھی ایک نابینا سے اپنے دفاع یا مزاحمت کی کوشش نہ کی۔ عورت کی آنکھیں تھیں تب بھی اس نے نہ شور مچایا نہ کوئی مزاحمت کی۔ اس عورت کا خاوند وہاں سو رہا تھا اس کو بھی کوئی خبر نہ ہوئی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عمومی طور پر نابینا آوازوں سے پہچانتے ہیں، نابینا صحابی کو کوئی آواز دیئے بغیر کیسے پتہ چل گیا کہ وہ عورت اسماء بنت مروان ہی تھی۔ دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ عورت جب کھجور لینے اندر گئی اور کھجوریں اٹھانے کے لئے جھکی۔ وہ (نابینا) کہتے ہیں میں نے دائیں بائیں دیکھا۔ میں نے اس کے سر پر وار کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

حضور نے بیان فرمایا کہ اس کے علاوہ اکثر روایات میں عورت کے نام، قاتل کے نام، قتل کا وقت اور پھر ان کے طریق واردات میں بھی اختلاف ہے جو اس واقعہ کا فرضی اور من گھڑت ہونا ثابت کرتی ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ شدت پسند ملاں نے اس قسم کے من گھڑت واقعات کو اہمیت دے کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بدنام کیا ہے اور یہ ملاں آج کل اسی طرح کی من گھڑت کہانیاں بنا کر احمدیوں کے خلاف بھی شدت پسندی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ دوسرا واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے وہ ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔